قصیدہ بردہ شریف

جس نے پڑھا من کی مُراد پالی

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

معاونین

حافظ محمد قمر الزمان حافظ محمد ضیاء الزمان

بزمِ عشاق

جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ

نیو پٹھان والا، جھنگ روڈ، فیصل آباد موبائل نمبر: 0300 666 17 55

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبت سے درودوسلام

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

محترم قارئین کرام! آٹھ سو سال سے زیادہ مدت ہوئی۔ مصر کے معروف عالم دین کو فالج جیسی تباہ کن بیماری نے آلیا۔ جس کی بناء پر وہ نہ صرف کارہائے زندگی سے محروم ہو گئے بلکہ اپنی زندگی سے بھی عاجز ہو گئے۔ مایوسی نے ان پر غلبہ کرلیا۔ اسی مایوسی و ناامیدی کے عالم میں انہیں ایک خیال آیا جس کے تحت انہوں نے ایک قصیدہ لکھا۔ اگلی ہی صبح انہیں فالج جیسے مہلک مرض سے نجات مل گئی۔ ہوتے ہوتے یہ خبر مصر کے ایک حکمران ملک الطاہر کے وزیر بہاؤالدین تک پہنچی جس نے اس قصیدہ کی ایک نقل حاصل کی اور پھر ساری عمر اس کو حرز جاں بنائے رکھا۔ وہ روزانہ برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑے ہو کر اس کو سنتا۔ اس قصیدہ کی بدولت اس نے دین و دنیا کی دولت پالی۔ اس کے کئی بگڑے ہوئے کام سنور گئے اور کئی آفتیں اور بلائیں ٹل گئیں۔ پھر اسی وزیر کے فرمان نویس سعدالدین فاروقی کو آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہوا جس سے بینائی جاتی رہی۔ مایوسی اور ناامیدی نے اسے گھیر لیا اور اس کے لئے چشم زدن میں دنیا اندھیر ہو گئی۔ عالم خواب میں کسی نے اسے کہا کہ ''بہاؤالدین سے قصیدہ لے کر آنکھوں سے لگاؤ''۔ آنکھ کھلتے ہی وہ وزیر کے پاس گئے۔ انہوں نے قصیدہ کو لے کر آنکھوں سے لگایا اور چند لمحوں میں کھوئی ہوئی بصارت واپس آ گئی۔ اس کی اندھیر دنیا پھر سے روشن ہو گئی۔

آج کے سائنسی دور میں لوگ تسلیم نہیں کریں گے کہ ایک قصیدہ پڑھنے سے بینائی واپس آ سکتی ہے یا پھر بگڑے کام سنور سکتے ہیں۔ فالج جیسی مہلک بیماری سے نجات مل سکتی ہے لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو دور جدید کی تمام تر ترقی اور سائنسی عروج کے باوجود تسلیم کرتے ہیں کہ معجزے آج بھی نہ صرف رونما ہو سکتے ہیں بلکہ رونما ہو رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک جرمن مستشرق نے محبوب کریم ﷺ کے بارے میں جرمن زبان میں ایک کتاب لکھی جس میں ایک جگہ تحریر کیا کہ ''آج کے دور میں معجزات کے ظہور کو تسلیم کرنا بہت مشکل ہے اور جو کوئی تسلیم کرے گا اسے پاگل قرار دیا جائے گا۔ میں خود بھی سائنسی ترقی کے اس زمانے میں معجزات کو نہیں مانتا لیکن میں نے محبوب کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے فیضان و برکات کا جائزہ لیا ہے تو مشاہدہ کر کے حیران رہ گیا ہوں کہ وہ پیغمبر جو آج سے پندرہ سو برس قبل ظہور پذیر ہوئے ان کی قوم بالخصوص عربوں پر ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی جاری و ساری ہے، عرب کے ریگ زار میں جہاں صدیوں سے نہ کچھ اگتا اور نہ پیدا ہوتا تھا تا حد نظر لق و دق صحرا ہی

نظر آتا تھا' وہاں کے باشندے آج دنیا کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی وسیع وعریض ریگستان کے نیچے سے سیال دولت نکل آئی ہے اور نبی امی ﷺ کے نام لیوا آج دنیا کے امیر ترین افراد میں شامل ہیں۔ عرب کے بادیہ نشیں افراد آج لمبی لمبی مرسڈیز کاروں میں گھومتے پھرتے اور بوئنگ طیاروں میں جا بجا اڑتے پھرتے ہیں۔ یہ جرمن مستشرق آگے چل کر لکھتا ہے کہ ''جس پیغمبر ﷺ کے فیض و برکت کا یہ عالم ہے کہ اس کی رحلت کے پندرہ سو برس بعد اس کی قوم دولت مند ہوگئی ہے کیا یہ موجودہ صدی کا سب سے بڑا معجزہ نہیں ہے اور اگر بعد از وفات النبی ﷺ پر معجزہ ظہور پذیر ہوسکتا ہے تو پھر ان کی زندگی میں بھی جن معجزات کا ذکر ملتا ہے وہ یقیناً ظہور پذیر ہوئے ہوں گے اور وہ سب سچے بھی ہوں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ قصیدہ کونسا تھا جس سے لکھنے والے کا مرض جاتا رہا' پڑھنے والے کی مصیبتیں دور ہو گئیں اور آنکھوں سے لگانے والے کی بینائی لوٹ آئی۔ دراصل عرف عام میں یہ قصیدہ ''قصیدہ بردہ'' کے نام سے مشہور ہے جسے مصر کے مشہور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا اور حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فارسی کلام میں دو مقامات پر حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے اور ان کے حوالے سے محبوب دو جہاں ﷺ سے اپنے مرض کے لئے شفا طلب کی ہے وہ ایک جگہ فرماتے ہیں ۔

اے بوصیری را ردا بخشندۂ
بربط سلما مرا بخشندۂ

''یارسول اللہ ﷺ! آپ نے بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی چادر رحمت عطا فرمائی اور مجھے بربط سلمیٰ یعنی اپنی نغمہ سرائی کا اعزاز بخشا ہے'' اور دوسری جگہ ایک طویل نظم بحضور رحمت للعالمین ﷺ میں فرماتے ہیں ۔

چوں بوصیری از تومی خواهم کشود
تا بمن باز آید آں روزے کہ بود

''یعنی یارسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح میری مشکل بھی آسان ہو جائے اور میرا مرض بھی جاتا رہے اور میری صحت پہلے کی طرح بحال ہو جائے' میرے گزرے ہوئے دن واپس آجائیں''۔

آیئے! ذرا تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں اور اس قصیدہ اور صاحب قصیدہ کے کچھ حالات معلوم کرتے ہیں۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ محمد بن سعید المعروف علامہ بوصیری یکم شوال ۶۰۸ ہجری بمطابق ۷ مارچ ۱۲۱۳ء میں مصر کے ایک قصبہ دلاص میں پیدا ہوئے۔ آپ قبیلہ منہاجہ سے تعلق رکھتے تھے جس کی وجہ سے بعض تذکرہ نگار آپ کو منہاجی اور مقام ولادت کی وجہ سے دلاصی اور مقام سکونت کی وجہ سے بوصیری لکھتے آئے ہیں۔ بعض تذکروں میں آپ کا نام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری مصری لکھا ہے۔ آپ نے ۱۳ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور دیگر علوم اسلامیہ میں یک گونہ کمال حاصل کیا۔

آپ کے کلام میں جن اصطلاعات اور تعلیمات کا ذکر ملتا ہے ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم حدیث' سیر' مغازی اور علم کلام میں پوری صلاحیت اور دسترس رکھتے تھے۔ وہ علم ادب' بدیع' بیان اور صرف ونحو میں مشاق دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کا مجموعہ کلام دیوان بوصیری کے نام سے مصر میں کئی بار شائع ہوا۔ انگریزی اور جرمن زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ اہل علم نے آپ کے شاعرانہ کمالات اور ادبی مقام پر داد و تحسین پیش کی ہے۔ شیخ الاسلام علامہ جلال الدین سیوطی' علامہ ابن العماد حنبلی ابن شاکر' کہتی' پطرس بستانی (صاحب ادب العرب) ابن سید الناس جیسے علماء نے بڑی فراخدلی سے آپ کے علمی کمالات کا اعتراف کیا ہے حتیٰ کہ انگلستان کے نکلسن اور آر بری جیسے مستشرقین نے بھی آپ کی جلالت علمی کی داد دی ہے۔

آپ ابو العباس احمد المرسی (متوفی ۶۸۲ ہجری) کے مرید تھے اور اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق فکر معاش کو دور کرنے کے لئے وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کے ہاں شاہی کاتب کے طور پر کام کرتے رہے۔ بعد ازاں کئی دوسرے درباروں تک رسائی حاصل کی۔ عمر کا ایک حصہ اس بادیہ میں گزارنے کے بعد اپنے آپ کو ثنا خوانی محبوب کریم ﷺ کے لئے وقف کر دیا اور پھر عمر بھر کوئے محبوب ﷺ سے باہر قدم نہ رکھا۔ تاریخ کے مطابق جس دور میں علامہ بوصیری پیدا ہوئے اس وقت مصر انقلابی دور سے گزر رہا تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا بھائی الملک العادل ابوبکر مصر و شام کا حکمران تھا مگر اس کی وفات کے بعد ایوبیوں میں خانہ جنگی فروغ ہوگئی۔ ایران' توران' عباسیوں اور خوارزمیوں کی باہمی کش مکش کا میدان بنے ہوئے تھے۔ مصر شام صلیبیوں کے حملوں کے علاوہ باہمی آویزشوں کا شکار تھے۔ شمال سے تاتاری حملہ آور ہو رہے تھے' ان حالات میں اسلام پر دور ابتلا طاری تھا۔ ان حالات نے علامہ بوصیری پر گہرہ اثر ڈالا۔ آپ نے دس سال کی مدت بیت المقدس میں عبادت وریاضت میں بسر کی۔ پھر سرزمین حجاز چلے گئے اور اپنی شیخ کے قدموں میں سکون کی دولت حاصل کرتے رہے۔ برطانوی مستشرق پروفیسر نکلن نے آپ کے عہد کو شاندار تاریخ کا المناک اختامیہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ ترک مغل اور ایرانی سلطنتیں قائم ہوگئیں لیکن غازیان اسلام کا وہ قافلہ کہاں چلا گیا تھا جو مدینۃ النبی ﷺ سے نکل کر مشرق و مغرب میں پھیل گیا تھا۔ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں عہد رفتہ کی یہ عظمتیں عرب کے صحراؤں' مرناطہ کے سبزہ زاروں اور دریائے نیل کی وادیوں میں بکھری دکھائی دیتی ہیں لیکن انہی مدہم روشنیوں میں علم و ادب کا لٹا کارواں شکست خوردہ قوم اور احساس شکست سے دوچار قافلہ بہر حال سرگرم سفر نظر آتا ہے۔ معاشرہ بے منزل' بے مقصد اور بغیر کسی نصب العین کے جی رہا تھا۔ اس دور کا ادب مایوسی اور قنوطیت کا ادب تھا جس میں علامہ بوصیری نے لب کشائی کی تاہم ان ناگفتہ بہ حالات میں بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ادب پارہ پیش کیا ہے جسے قصیدہ بردہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

قصیدہ بردہ

مصنف نے قصیدہ کو دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر فصل میں محبوب دو جہاں ﷺ کے محاسن کو انوکھے

انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ نے عاشقانِ محبوب کریم ﷺ کے لئے قابل قدر سامان جمع کیا ہے۔ میلاد پاک سے لے کر وصال مبارک تک آپ ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ قصیدہ کے کل اشعار کی تعداد ۱۶۳ ہے اور اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ہر زمانے اور ہر دور میں اس سے اہل دل روشنی حاصل کرتے رہے اور اپنے ایمان کو جلا بخشتے رہے۔ اہل حاجت اپنی حاجتوں ضرورتوں اور مشکلوں کو حل کرنے کے لئے اس کو پڑھتے رہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتے رہے۔ مقدس عبادت گاہوں کے در و دیوار اس سے مزین رہے اور اہل اللہ کی پاکیزہ مجالس میں اب تک اسے خشوع وخضوع سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

ترکی کے مشہور عالم اور ماہر کتابیات علامہ مصطفیٰ ابن عبداللہ المعروف بہ چلپی خلیفہ و کاتب چلپی نے اپنی شہرہ آفاق کشف الظنون جلد دوم مطبوعہ استنبول ۱۹۴۳ء میں قصیدہ بردہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ عربی زبان میں اس قصیدہ کی چالیس شرحیں نظر سے گزری ہیں۔ قصیدہ کے ہر شعر کے پہلے مصرع کو لے کر اس کے ہم قافیہ وردیف پانچ مصرعوں کے اضافہ کو "تسبیع" کہتے ہیں۔ نو تشطیریں (ہر شعر کے درمیان میں دو مصرعوں کا اضافہ تشطیر کہلاتا ہے اور کئی تذییلیں (ہر شعر کے نیچے چند مصرعوں کے اضافہ کو تذییل کہتے ہیں) اور سینکڑوں تضمینیں لکھی گئی ہیں۔ ان شرحوں اور تضمیموں کے علاوہ قصیدہ بردہ کے متعدد زبانوں میں تراجم کئے گئے۔ جن میں لاطینی، جرمن، فرانسیسی، انگریزی، فارسی، ملائی، اردو، ترکی اور پنجابی شامل ہیں۔ اردو ترجموں میں خان بہادر محمد حسین خاں، مولانا عزیز الدین بہاولپوری مطبع مجیدی کانپوری، تاج کمپنی لاہور اور مولانا نور بخش توکلی، علی محسن صدیقی اور محمد فضل احمد عارف کا ترجمہ مقبول ہیں۔ مولانا عزیز الدین نے سرائیکی زبان میں ترجمہ کیا۔ پنجابی کے اکثر تراجم شعروں کی صورت میں کئے گئے۔ مولانا نبی بخش حلوائی مؤلف تفسیر نبوی ﷺ کا ترجمہ بہت مقبول ہوا۔ اسی طرح جاوا انڈونیشیا میں جاوی زبان میں ترجمہ ہوا جو ۱۳۱۳ء میں طبع ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری نے نسبتاً آسان زبان میں ترجمہ کیا اور تشریح لکھی جو ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی۔

تصنیف کا واقعہ

اب ہم قصیدہ بردہ کی تصنیف کے واقعہ کی جانب آتے ہیں۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ علامہ بوصیری جنہوں نے مختلف درباروں سے وابستگی کے ایام میں سلاطین و امراء کی تعریف و توصیف کے کئے قصائد لکھے اور اس میں مہارت حاصل کر چکے تھے۔ ایک روز دربار سلطانی سے اپنے گھر واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے باتوں باتوں میں علامہ بوصیری سے پوچھا کہ آیا انہوں نے کبھی خواب میں جان کائنات ﷺ کی زیارت کی ہے جس کا جواب علامہ نے نفی میں دیا۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اس سوال کے بعد میرے دل میں محسن کائنات ﷺ کے عشق اور محبت کا جذبہ بیدار ہو گیا اور اشتیاق اس قدر بڑھا کہ میں اپنے دل میں سوائے عشق محبوب کریم ﷺ اور کچھ بھی محسوس نہ کرتا تھا۔

فرماتے ہیں ایک روز رات کو سویا تو خواب میں محبوب عالم ﷺ کے دیدار پرانوار سے فیض یاب ہوا اور میں نے شاہ خوباں ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں اس شان سے دیکھا گویا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں چمک رہا ہو۔ آنکھ کھلی تو اپنے دل کو مقدس ہستی کی محبت کے جذبہ سے سرشار پایا جس کے بعد یہ محبت تاحیات ایک لحہ بھی مجھ سے جدا نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے عنفوان محبت میں قصیدہ مضریہ اور ہمزیہ لکھے جو محسن کائنات ﷺ کی شان میں تھے۔ بوصیری فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایک روز مجھ پر اچانک فالج کا حملہ ہوا جس سے میرے جسم کا نصف حصہ بیکار ہو گیا۔ اس حالت میں دل نے مشورہ دیا کہ محبوب کریم ﷺ کی مدحت میں قصیدہ لکھوں اور اس کے ذریعے باب الشفاء سے اپنے لئے شفا طلب کروں۔ چنانچہ اسی حالت میں میں نے قصیدہ لکھا۔ فراغت کے بعد رات کو سویا تو عالم خواب میں مسیح کونین اور شفائے دارین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ علامہ بوصیری فرماتے ہیں کہ اسی عالم رویا میں' میں نے رحمت دو جہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں قصیدہ پڑھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اختتام پر میرے جسم پر اپنا دست شفقت پھیر رہے ہیں اور جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو صحت یاب پایا۔ دوسری روایت ہے کہ قصیدہ سننے کے بعد رحمت کائنات ﷺ نے خوش ہو کر اپنی چادر رحمت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی۔ جس کے اوڑھتے ہی فالج کا مرض جاتا رہا۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ اگلی صبح کو میں خوشی و مسرت کے عالم میں مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے جا رہا تھا کہ راستے میں شیخ ابوالرجا رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے فرمایا کہ بوصیری (رحمۃ اللہ علیہ) وہ قصیدہ تو سناؤ جو آپ نے حال ہی میں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو بہت سے قصائد لکھے ہیں آپ کونسا سننا چاہتے ہیں؟ جس پر انہوں نے میرے قصیدہ کا پہلا شعر (مطلع) سنا دیا۔

امن تذکر جیران م بذی سلم
مرجت دمعا جری من مقلة بدم

مطلع سن کر میں بہت حیران ہوا کیونکہ ابھی تک میں نے یہ قصیدہ کسی کو سنایا نہیں تھا۔ میں نے کہا یا ابوالرجاء (رحمۃ اللہ علیہ)! یہ قصیدہ آپ نے کہاں سے سنا ہے۔ میں نے سوائے فخر موجودات ﷺ اور سید کائنات ﷺ کے کسی کو یہ قصیدہ نہیں سنایا جس پر شیخ نے فرمایا۔ ''اے بوصیری (رحمۃ اللہ علیہ) یہ قصیدہ گزشتہ رات میں نے اس وقت سنا جب تم دربار رسالت مآب ﷺ میں اسے پیش کر رہے تھے اور حضور ﷺ اس کو سن کر اظہار پسندیدگی کے لئے پھلوں سے بھری ہوئی شاخ کی طرح جھوم رہے تھے''۔ بوصیری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے شیخ ابوالرجا رحمۃ اللہ علیہ کو سارا قصیدہ سنا دیا''۔

نابینا کی بینائی لوٹ آئی

صاحب الشوارد الفردہ مزید لکھتے ہیں کہ آہستہ آہستہ یہ خبر ملک الظاہر کے وزیر بہاؤالدین تک جا پہنچی۔ جس نے قصیدہ بردہ شریف کی نقل لی اور عہد کیا کہ وہ اس قصیدہ کو برہنہ پاؤں اور برہنہ سر کھڑے ہو

کرسنا کرے گا۔ چنانچہ اس کی برکت سے اس کی کئی دنیاوی مقاصد پورے ہوئے اور متعدد مصائب ٹل گئے۔ اسی وزیر کے رمان نویس سعدلدین فاروقی کی بینائی زائل ہوگئی تو بہاؤالدین کے پاس گیا اور قصیدہ طلب کیا جس پر وزیر نے کہا کہ میرے پاس قصیدہ تو نہیں البتہ رحمت کائنات ﷺ کی نعت ضرور موجود ہے جو شفائے امراض میں خاص اثر رکھتی ہے۔ سعدالدین نے وہ قصیدہ لیا اور آنکھوں سے لگایا جس پر اس کی فی الفور بصارت لوٹ آئی۔ اس تذکرہ سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بہاؤالدین وزیر کے ہم عصر تھے جو ۵۸۱ ہجری میں وادی نخلہ میں پیدا ہوئے یہ وادی مکہ مکرمہ کے نواح میں ہے۔ بہاؤالدین خود بھی اچھے شعراء میں سے مانے جاتے تھے۔ تذکرہ نگاروں کے مطابق امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۹۴ ہجری میں وفات پائی۔ رحمت کائنات ﷺ کی جانب سے خوش ہوکر امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو چادر کی عطا اس لئے بھی درست معلوم ہوتی ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قصیدہ ''بانت الشفاء'' پیش کیا تو آپ ﷺ نے خوش ہوکر اس کی نہ صرف تقصیر معاف کردی بلکہ اسے اپنی چادر' بردیمانی عطا فرمائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قصیدہ کی بخششوں میں دربار رسالت ﷺ سے عطائے روائے مبارک بھی شامل ہے اور اسی وجہ سے یہ قصیدہ بردہ کے نام سے معروف ہوا۔ حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ہر کہ عشق مصطفی سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

قصیدے کی تلخیص و تجزیہ

قصیدہ بردہ دس فصلوں پر مشتمل ہے۔ کل اشعار کی تعداد متداول نسخوں کے مطابق ایک سو پینسٹھ ہے۔ مگر ان میں سے بعض اشعار الحاقی ہیں۔ تسلیم شدہ تعداد ایک سو ساٹھ ہی ہے۔ قصیدے کی دس فصلیں بہ تفصیل ذیل ان عنوانات پر مشتمل ہیں:۔

فصل اول۔ عشق محبوب کریم ﷺ کے ذکر میں

اس فصل میں قصیدے کا آغاز حسب معمول تشبیب سے کیا گیا ہے۔ مگر مقام محبوب کے جن ناموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب کے سب مجاز سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً ذی سلم' کاظمہ اور افہم۔ یہ نام اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ محبوب مجازی نہیں حقیقی ہے اور عشق دنیوی نہیں دینی ہے۔ تشبیب کے ابتدائی سات اشعار میں شاعر اپنی ذات کو محض غیر تصور کر کے اس کی مہوری' رنجوری اور زار نالی کا سبب دریافت کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ اشک رواں اور روئے زرد جس بات کی غمازی کر رہے ہوں' اس سے انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اس کے بعد شاعر اس فرضی شخص کی زبان سے راز محبت فاش کرتا ہے۔ عشق میں اپنی بے بسی اور ناصح مشفق کی پند بے سود کا ذکر کرتا ہے اور اس کے خلوص کا اقرار کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی جتا دیتا ہے کہ اے نصیحت گر ہم نے یہ عشق جوانی کی خام خیالی میں نہیں بلکہ پیری کی پختہ کاری

میں اختیار کیا ہے اور پیری کی جذبات سے عاری عمر بھی جب اس جنون کو کم نہ کر سکی تو تمہاری نصیحت اس پر کیا کارگر ہوگی۔

فصل دوم۔خواہش نفسانی سے رک جانے کے بیان میں

شاعر اس فصل میں اپنے نفس امارہ کی سرکشی، گناہوں پر اصرار، عمل صالح سے کوتاہی اور عمر کے یونہی منہیات میں بسر ہونے پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ پھر نفس امارہ کو مغلوب کرنے کے طریقے بتاتا ہے کہ اس کی خواہش کبھی پوری نہ کی جائے بلکہ وہ جس بات کی تمنا کرے، اسے اس سے دور رکھا جائے۔ اس کی رضا جوئی انسان کے لئے سم قاتل ہے۔اس کے بعد وہ مشورہ دیتا ہے کہ نفس و شیطان کی مخالفت کرو۔ان کی کوئی بات نہ مانو۔وہ دشمن ہوں یا ثالث ان کے مکر سے غافل نہ رہو۔کوئی ایسی بات نہ کہو جس پر تمہارا عمل نہ ہو۔

فصل سوم۔محبوب کریم ﷺ کی مدح میں

جان رحمت ﷺ کی نعت میں حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا زور باندھا ہے۔آپ ﷺ کی شب زندہ داری، فاقہ کشی اور بے طمعی کا وہ بڑے دل آویز انداز میں ذکر کرتا ہے کہ آپ ﷺ سید کونین، سردار ثقلین اور آقائے عرب وعجم ﷺ ہیں۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں۔آپ ﷺ اللہ کے محبوب اور شافع روز جزا ہیں۔تمام انبیائے کرام علیہم السلام علم و کرم میں آپ ﷺ سے کم ہیں اور آپ ﷺ کے بحر کرم سے جرعہ کش اور آپ ﷺ کے خوان علم کے زلہ ربا ہیں۔آپ ﷺ معنوی اور صوری امتیاز مکمل و مصفی ہیں۔آپ ﷺ کے فضل و شرف کی حد نہیں مگر اس کے باوجود مسلمان انہیں عیسائیوں کی طرح 'جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں' خدا نہیں کہتے۔مختصر یہ کہ رحمت کائنات ﷺ بشر ہیں اور اللہ کی مخلوقات میں علی الاطلاق سب سے افضل ہیں۔اس شعر میں بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی نعت گوئی اپنے نقطہ کمال پر نظر آئی ہے۔

كـــالــــزهـــر فـــى تـــرف و الـبـــدر فـــى شـــرف
والبـــحـــر فـــى كـــرم والـــدهـــر فـــى هـــم

''آپ ﷺ تر و تازگی میں شگوفہ نورستہ، شرف و علو میں ماہ تمام، جود و کرم میں بحر مواج اور ہمت وعزم میں دہر گرداں ہیں''۔

فصل چہارم۔رحمت کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کے بیان میں

اس فصل میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے جان کائنات ﷺ کی ولادت کے وقت باطل کی قوتوں کی شکست وریخت کا ذکر کیا ہے۔ولادت سے متعلق عام روایات کو شاعر نے بڑے دل کش اور جامع و مانع انداز میں بیان کیا ہے کہ اہل فارس کو اپنی تباہی و ہلاکت کا علم ہوا۔ایوان کسریٰ کے کنگرے گر پڑے۔

آتش کدہ ایران بجھ گیا اور بحیرہ ساوئی سوکھ گیا۔ جن آپ ﷺ کی ولادت کی خبر دے رہے تھے' آسمان پر نورِ حق بلند ہو رہا تھا' کاہن آپ ﷺ کے ظہور اور اپنے دین باطل کی ہلاکت کا اعلان کر رہے تھے۔ انہیں آسمان پر شہاب ثاقب اور زمین پر اصنام ٹوٹتے پھوٹتے دکھائی دے رہے تھے۔ دورِ فطرہ ختم اور دورِ وحی شروع ہو رہا تھا۔ شیاطین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہے تھے۔ الغرض محبوب کریم ﷺ کی ولادت سے متعلق روایات کو بڑے حسن سے حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قلم بند کیا ہے۔

فصل پنجم۔ محسن کائنات ﷺ کی دعوت و برکات کے بیان میں

اس فصل میں محبوب کریم ﷺ کے معجزات میں سے چند اہم معجزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں بھی شاعر نے اختصار کے ساتھ ساتھ جامعیت سے کام لیا ہے اور معجزات محبوب ﷺ میں سے اہم معجزوں کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ یعنی آپ ﷺ جب چلتے تھے تو درخت آپ ﷺ کے سامنے سرنگوں ہو جاتے تھے۔ بادل مالک کائنات ﷺ کے فرق مبارک پر سایہ فگن رہتا تھا۔ آپ ﷺ کے اشارہ انگشت سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ بچپن میں آپ ﷺ کا سینہ چاک کر کے اسے دنیاوی الائشوں سے پاک کیا گیا۔ ہجرت کے موقع پر غار میں اس کے دہانے پر پہنچ کر بھی کفار کو آپ ﷺ کی اطلاع نہ ہوئی کیونکہ اس کے گرد مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے تھے اور کفار یہ سمجھتے رہے کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ اس غار میں صدق (ذات رسالت مآب ﷺ) اور صدیق (ذات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) دونوں ہی موجود تھے۔ معجزات کے ذکر کے بعد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے نبوت کی حقیقت پر یوں روشنی ڈالی ہے کہ نبوت ایک عطیہ الٰہی ہے اور نعمت موہوبہ ہے۔ وہ کوئی اکتسابی چیز نہیں ہے۔ اسی طرح انبیاء کے خواب سچے اور ایک طرح کی وحی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگرچہ عالم خواب میں ان کی آنکھیں بند رہتی ہیں مگر ان کا دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

فصل ششم۔ قرآن کے شرف وعلو کے بیان میں

جان کائنات ﷺ کے معجزات میں قرآن مجید کو سب پر تفوق حاصل ہے۔ اس کے ذریعہ آپ ﷺ نے کفار پر تحدی کی اور اس کے جواب سے معارضین عاجز رہے۔ قرآن حکیم کی اس جلالت شان کے پیش نظر بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے شرف کے بیان میں ایک خاص فصل باندھی ہے۔ قرآن اللہ کی عظیم نشانی ہے۔ اس کے الفاظ حادث اور معانی قدیم ہیں۔ وہ کسی خاص زمانے سے وابستہ نہیں۔ بلکہ ہر دور اور ہر عہد کے لئے اس کا پیغام ہے۔ وہ ایسا معجزہ ہے جو دیگر انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزوں پر سبقت لے گیا۔ اس کی آیات محکم اور واضح ہیں۔ ان میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں ہے۔ قرآن کی بلاغت کے سامنے اس کے معارضین کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ اس کے عجائب ومحاسن حد و شمار سے زائد ہیں۔ اس کی تلاوت سے سکون قلب اور نار دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ وہ گویا حوض کے مانند ہے۔ اگر کوئی قرآن کے فضائل کا انکار کرتا ہے تو اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کی آنکھیں آشوب کر آئی ہوں اور آفتاب تاباں

کی انکاری ہوں۔

فصل ہفتم۔ جان رحمت ﷺ کی معراج کے بیان میں

اس فصل میں واقعات معراج کا بیان اختصار سے کیا گیا ہے۔ مگر جامعیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ شب معراج آپ ﷺ حرم کعبہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ قرب الٰہی کی اس منزل پر پہنچے کہ ذات الٰہی سے کماں کے دونوں سروں کا فاصلہ رہ گیا۔ تمام انبیاء و رسول علیہم السلام کی امامت امام الانبیاء ﷺ کو تفویض ہوئی۔ آپ ﷺ نے قرب و رفعت کے ایسے مدارج طے کئے جہاں تک کوئی نہ پہنچ سکا اور یہ امر اسلام کے لئے باعث افتخار و سرمایہ عزوشرف ہے۔

فصل ہشتم۔ مالک کائنات ﷺ کے جہاد کے بیان میں

حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں حاکم کائنات ﷺ کے جہاد' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ ایمانی اور شجاعت کا ذکر کیا ہے کہ غازیان دین کے حملہ ہائے جری سے دشمن کے پتے پانی ہوتے تھے۔ پے در پے شکستوں سے کفار کا یہ حال تھا کہ حواس باختہ ہو گئے تھے۔ انہیں دن رات اور ماہ و سال کی تمیز بھی نہ رہی تھی۔ دوسری جانب اسلام کی قوت کا یہ عالم تھا کہ گویا وہ مہمان عزیز تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے میزبان گرامی تھے۔ وہ انصار و اعوان کی کمی کے بعد اپنے ممات و کمات کے حلقے میں آ گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استقامت کے کوہ گراں تھے۔ ان سے جو ٹکرایا پاش پاش ہو گیا۔ حنین' بدر و احد میں ان کی سرفروشی نے کافروں کی صفوں میں موت کی ارزانی کر دی۔ وہ تلوار کے دھنی' نیزہ بازی کے ماہر اور سورماؤں میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ یہی جہاد تھا جس نے ملت اسلامیہ کو مصون و محفوظ کیا اور مشرکین کے نرغے سے وہ باہر نکل آیا۔

فصل نہم۔ اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت اور محبوب کریم ﷺ سے التجائے شفاعت کے بیان میں

اس فصل میں شاعر نے اپنی سابقہ زندگی کی زیان کاریوں کا نہایت حسرت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ عمر عزیز کا بڑا حصہ درباداری اور شعر و شاعری میں بسر ہو گیا۔ ان دونوں نے مجھے قربانی کا بکرا بنا دیا اور ہلاکت سے قریب تر کر دیا۔ میں نے بچپن کی سرکشی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ جس سے ندامت و گناہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ میں نے زندگی کی تجارت میں بڑا نقصان اٹھایا۔ نفع عاجل کے عوض نفع آجل کو ترک کیا اور دنیوی فائدے کو جو وقتی تھا' اخروی فائدے پر' جو دائمی تھا ترجیح دی۔ اس یاس و محرومی میں بھی امید کی ایک کرن ہے جو دل کو ڈھارس بندھاتی ہے اور وہ یہ کہ گناہ کار ہونے کے باوجود رحمت کائنات ﷺ سے جو یک گونہ تعلق ہے۔ آپ ﷺ کی شان کریمی اس پر نظر رکھتے ہوئے میری مغفرت کا سامان کرے گی اور آپ ﷺ میری نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ میں نے یہ قصیدہ مدت العمر کی غلط کاریوں کی تلافی و مافات کے طور پر لکھا ہے اور یہی میری نجات کا باعث ہو گا۔

فصل دہم ۔مناجات اور عرض مناجات کے بیان میں

اس فصل کے اشعار میں الحاقی شعروں کی تعداد زیادہ ہے۔آخر میں بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے گناہوں سے مغفرت اور عفو تقصیر کی التجا کی ہے اور بجا طور پر یہ امید ظاہر کی ہے کہ گو گناہ بڑے ہیں مگر نگاہ کریم میں وہ نہایت چھوٹے ہیں اور عفو تقصیر گناہوں کے بقدر ہو گی اس کے ساتھ ساتھ قصیدہ ختم ہو جاتا ہے۔

قصیدے کے خواص

قصیدہ بردہ کو سب سے زیادہ مقبولیت جس حلقے میں حاصل ہوئی وہ طبقہ مشائخ تھا۔اس گروہ میں قصیدہ بردہ کو جو تقدس نصیب ہوا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اوراد و وظائف میں اس کے ورد کو بڑی اہمیت دی گئی۔۴۹۳ اور مختلف طریقوں سے اس کی قرات وحل مشکلات اور دافع شدائد قرار دیا گیا۔کتب اوراد میں بردہ کے متعلق بڑی تفصیلی بحثیں موجود ہیں۔یہاں ان کا مختصر اذکر کیا جاتا ہے:۔

- ☆ قصیدہ بردہ شریف کو ایک ہزار بار پڑھنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔
- ☆ اگر کوئی بلا نازل ہو جائے تو اس کے دفعتہً کی غرض سے اس قصیدے کو اکہتر بار پڑھا جائے۔
- ☆ اگر کہیں قحط پڑ جائے تو اسے تین سو مرتبہ پڑھنے سے قحط کی مصیبت دور ہو جاتی ہے۔
- ☆ مالی پریشانیوں سے حصول نجات کے لئے اسے سات سو مرتبہ پڑھنا مفید ہے۔
- ☆ اگر کسی کے اولاد نرینہ نہ ہوتی ہو اس قصیدہ کو ایک سو سولہ بار پڑھے۔
- ☆ کوئی مشکل آن پڑے تو سات سو اکہتر بار قصیدہ بردہ شریف کے ورد سے مشکل آسان ہو جاتی ہے۔
- ☆ اگر کوئی شخص روزانہ ایک بار اسے پڑھے یا کوئی دوسرا اسے پڑھ کر اس شخص پر دم کرے تو ایسا شخص ہر بلا سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
- ☆ اگر کوئی مسلسل سات جمعہ اس قصیدے کو ستر بار پڑھے تو اس کی مالی دشواریاں دور ہو جائیں گی۔
- ☆ اگر سوتے وقت کسی خاص مقصد سے اسے پڑھا جائے تو خواب میں اس کے متعلق مکمل معلومات حاصل ہو جائیں گی۔
- ☆ اگر کسی شخص کو گلاب سے لکھ کر سات روز تک پلایا جائے تو اس کا حافظہ قوی تر ہو جائے گا۔
- ☆ سخت آفت آن پڑے تو تین روزے رکھے اور ہر روز اکیس بار پڑھنے سے آفت دور ہو جائے گی۔
- ☆ اگر کسی گھر میں اس قصیدے کا ورد ہر روز کیا جائے تو وہ گھر بلا سے محفوظ رہے گا۔
- ☆ مسافر اگر قصیدہ بردہ ہر روز ایک بار پڑھے وہ شدائد سفر سے مصئون و مامون رہے گا۔
- ☆ مقروض اگر اس قصیدے کو ہزار بار پڑھے تو قرض سے اسے نجات مل جائے گی۔
- ☆ اگر قیدی اس کا ورد کرے تو اسے رہائی نصیب ہو جائے گی۔
- ☆ کھیتی میں برکت کی غرض سے بیج بوتے وقت بیجوں پر قصیدہ بردہ پڑھ کر دم کیا جائے۔

پورے قصیدے کے ورد کرنے سے متعلق مشتے نمونے از خروارے کے بطور میں نے چند فوائد درج

کئے۔اسی طرح قصیدے کے مختلف اشعار کے خواص فرداً فرداً بھی بیان کئے گئے ہیں۔ان فوائد وخصائص میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں دعاوتعویذ قسم کی چیز کہا جا سکتا ہے اور جن کی صداقت کو عقل باور کرنے پر آمادہ نہ ہوگی لیکن جب قصیدہ بردہ کے روحانی فیوض وبرکات سے متعلق بات چل نکلی ہے تو ان کے تذکرے میں بھی چنداں مضائقہ نہیں۔

☆ شعر اول و دوم کو پیالہ پر لکھ کر بارش کے پانی سے اس کو محو کر کے کسی از یل جانور کو اگر پانی پلایا جائے تو وہ جلد سدھ جائے گا۔اسی طرح اگر کسی کو عربی زبان نہ آئی ہو اور اسے یہ پانی پلایا جائے تو وہ کم سے کم مدت میں عربی زبان سیکھ جائے گا۔
☆ شعر ۳ تا ۷ کو اگر لکھ کر کسی مشکوک شخص کی گردن میں لٹکا دیا جائے تو وہ اپنے جرم کا اقرار کر لے گا۔
☆ شعر ۸ کی خاصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی نماز عشاء کے بعد اس کا ورد کرے اور اسی عمل کے دوران اسے نیند آ جائے تو امید ہے کہ وہ زیارت محبوب کریم ﷺ سے مشرف ہوگا۔
☆ شعر ۹ اور ۱۰ ہر نماز کے بعد پابندی سے پڑھنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ نفس احکام الٰہی کی بجا آوری کی جانب راغب ہوتا ہے اور منہیات سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔
☆ شعر ۱۱ اور ۱۲ کو ساعت زہرہ میں تانبے کے پتر پر لکھ کر اس نوشتہ کو بارش کے پانی سے دھو کر پی لیا جائے تو محبت صادق وحلال میں کامیابی حاصل ہوگی۔
☆ شعر ۱۳ تا ۱۵ کو نماز جمعہ سے فارغ ہو کر گلاب سے لکھ کر پی لینے کی یہ خاصیت ہے کہ نفس سرکش مغلوب ہو جائے گا اور گناہوں سے توبہ کی توفیق ہوگی۔
☆ شعر ۱۶ تا ۲۱ کو اگر کوئی شخص ہر نماز فرض کے بعد بیس بار پڑھے گا تو وہ کتاب وسنت پر عامل اور بدعت سے مصئون و مامون ہو جائے گا۔
☆ شعر ۲۲ تا ۲۳ کا شب جمعہ میں ورد شقی القلب اور گناہ گار شخص کو رقیق القلب اور نیکوکار بنا دیتا ہے اور وہ گناہوں کے ارتکاب پر نادم ہو جاتا ہے۔
☆ شعر ۲۴ تا ۲۵ کی مواظبت کرنے والا غلبہ نفس وشیطان سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔
☆ شعر ۲۷ تا ۲۸ کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر کسی کے علم وعمل میں ریا یا غرور کو دخل ہو تو ایسا شخص طلوع فجر کے وقت انہیں اکہتر بار پڑھے۔پھر انہیں لکھ کر بازو پر باندھ لے۔وہ متواضع ہو جائے گا اور غرور وریا کا شائبہ بھی اس میں نہ ہوگا۔
☆ شعر ۲۹ تا ۳۳ کو اگر تختی پر لکھ کر سوتے وقت سرہانے رکھ لیا جائے تو بہ غرض عبادت شب بیداری کی عادت پڑ جائے گی اور اعمال صالحہ سے دلچسپی پیدا ہو جائے گا۔
☆ شعر ۳۵ تا ۳۶ کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی مواظبت سے انسان کو مصائب سے نجات مل جاتی ہے۔
☆ شعر ۳۷ کو اگر ہر نماز کے بعد صلوۃ وسلام کے ساتھ دس مرتبہ پڑھا جائے تو ایمان محفوظ رہتا ہے۔

صلوۃ وسلام و اس شعر سے پہلے پڑھے جائیں وہ صیغۂ مخصوصہ میں ہونے چاہئیں۔ یعنی اللھم صل وسلم علی نبیک البشیر الدامی الیک باذنک السراج المنیر۔

☆ شعر ۸۰ تا ۸۲ کو ہر نماز کے بعد سترہ بار پڑھنے سے قیدی یا حکومت سے خائف انسان کو قید و خوف سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ شعر ۸۳ تا ۸۴ کی خاصیت یہ ہے کہ انہیں پکی ہوئی مٹی کی تختی پر لکھ کر پانی سے دھو کر پینے سے انسان کو بیماری سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ شعر ۸۵ تا ۸۷ کی خاصیت یہ ہے کہ انہیں صرع کے مریض کی پیشانی پر لکھنے' کپڑے پر لکھ کر اس کی دھونی دینے اور تعویذ بنا کر گلے میں ڈالنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے۔

☆ شعر ۹۲ تا ۱۰۶ کو پکی مٹی کی تختی پر گلاب اور زعفران سے لکھ کر سوتے وقت اور نیند سے اٹھنے کے وقت پانی سے دھو کر پی لیا جائے تو زبان کی لکنت جاتی رہے گی اور عبادت میں جی لگے گا۔

☆ شعر ۱۰۷ تا ۱۱۷ کو لکھ کر کپڑوں میں رکھ لینے کا یہ اثر بتایا جاتا ہے کہ اس سے دشمن کی عداوت اور ناراض ہو جانے والے کی ناخوشی ختم ہو جاتی ہے۔

☆ شعر ۱۲۰ تا ۱۳۶ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی تاثیر یہ ہے کہ اگر انہیں لکھ کر مکان یا باغ کے دروازے پر لگا دیا جائے تو چور کا خطرہ نہ رہے گا۔

☆ شعر ۱۳۷ تا ۱۳۹ اگر دوران سفر خطرہ پیش آنے پر لکھا جائے تو وہ خطرہ دور ہو جاتا ہے۔

☆ شعر ۱۴۰ تا ۱۴۱ کو کاغذ پر لکھ کر ریشمی دھاگے میں لپیٹ کر بچے کے بازو پر باندھ دیا جائے تو بچہ بیماری سے محفوظ رہے گا۔

☆ شعر ۱۴۳ تا ۱۵۳ کو بارش کے پانی اور گلاب سے لکھ کر مار گزیدہ کو پلایا جائے تو اسے شفا ہو جائے گی۔

اشعار بردہ کی انہی روحانی اثر انگیزیوں کی بناء پر انہیں زبانی یاد کیا جاتا ہے۔ عوامی عمارتوں پر سنہرے حروف میں نقش کیا جاتا ہے اور نہ صرف پوری نظم کی معجزانہ صفات پر یقین رکھا جاتا ہے بلکہ ہر شعر سے کوئی نہ کوئی فوق الفطرت طاقت و تاثر وابستہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ پورے قصیدے میں تصوف کے مسائل' رموز و غوامض کا نہ تو کوئی بیان ہے اور نہ ہی ان کی جانب ہلکا سا اشارہ ہی ہے۔ یہ بات باعث حیرت ہے کہ ایک تو اس لئے کہ حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ خود بھی کوچۂ تصوف کی خاک چھان چکے تھے اور دوسرے اس لئے کہ سب سے زیادہ اس قصیدے کو حلقۂ صوفیاء ہی میں بار ملا ہے۔

اللہ قادر و کریم بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام، مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض، آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ جی ٹی ایس اڈ
فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

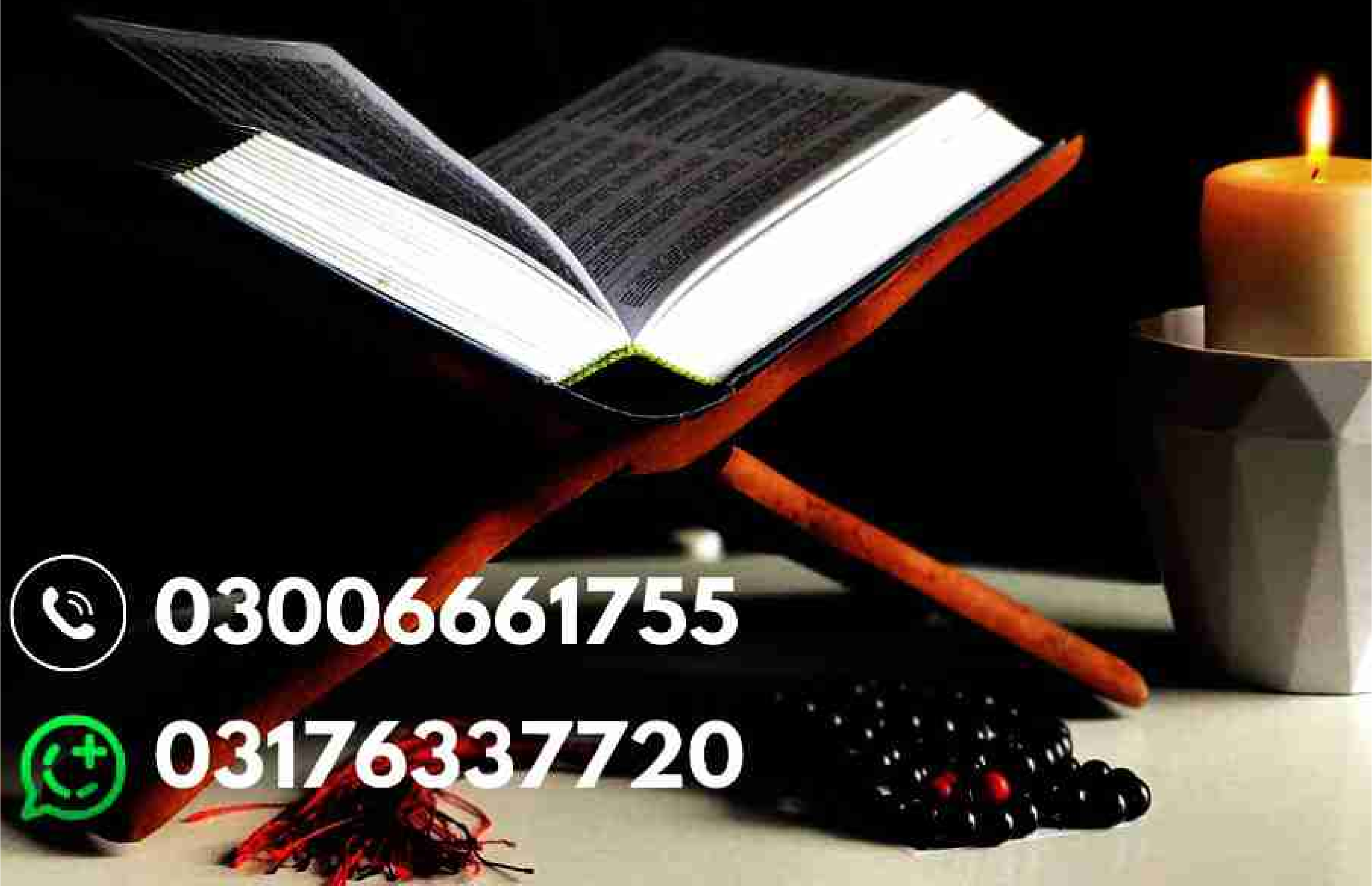
03006661755

03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و
الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر،
حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طالبات
کے لیے سنہری موقع




فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع
03006661735

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

1. وسیلۂ محبوب ﷺ
2. گریہ محبوب ﷺ
3. عشق خیر الوریٰ ﷺ
4. اطاعت محبوب ﷺ
5. شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ
6. راحت دو جہاں ﷺ
7. لفظ ولی کا معنی و مفہوم
8. عقیدت کے پھول
9. آئینہ جمال کبریاء ﷺ
10. بنا کے مصور نے توڑا قلم
11. محبت اور علامات محبت
12. صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد
13. عشق است امام من
14. راحت دو جہاں ﷺ
15. پیکر حسن و جمال ﷺ
16. نور الہدیٰ ﷺ
17. عجب چیز ہے لذت آشنائی
18. شمس الضحیٰ ﷺ
19. صاحب الجود والکرم ﷺ
20. اسلام میں دل جوئی کا مقام
21. اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
22. کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
23. وسیلتنا فی الدارین ﷺ
24. جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
25. کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
26. وبالوالدین احسانا
27. آنچہ خوباں ہمہ ارند
28. اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
29. اسمائے محبوب ﷺ
30. عطائے محبوب ﷺ
31. تبسم محبوب ﷺ
32. آداب محبوب ﷺ
33. کلام محبوب ﷺ
34. اخلاق محبوب ﷺ
35. یاد محبوب ﷺ
36. محبوب کائنات ﷺ
37. گیسوئے محبوب ﷺ
38. در محبوب ﷺ
39. کمالات محبوب ﷺ
40. حیات محبوب ﷺ
41. صورت محبوب ﷺ
42. سیرت محبوب ﷺ
43. فرمان محبوب ﷺ
44. معجزات محبوب ﷺ
45. بزم محبوب ﷺ
46. محبّ اور محبوب ﷺ
47. عکس حسن محبوب ﷺ
48. تعظیم و توقیر محبوب ﷺ
49. اوصاف محبوب ﷺ
50. ذکر محبوب ﷺ
51. آمد محبوب ﷺ
52. رفعت محبوب ﷺ
53. عشق صدیق رضی اللہ عنہ
54. عشق بلال رضی اللہ عنہ
55. عشق اویس رضی اللہ عنہ
56. عشق جامی رحمۃ اللہ علیہ
57. عشق رومی رحمۃ اللہ علیہ
58. میرا محبوب کتنا حسیں ہے
59. صحابہ کا مقام عشق
60. افتئو منون ببعض الکتاب
61. علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب
62. بکھری زلفیں پریشان چہرہ
63. فان امنوا بمثل ما امنتم به